السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

حیض اور نفاس کے احکام

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ٢٢٢ ... سورة البقرة

"آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجیئے کہ وہ گندگی ہے، حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہوجائیں ان کے قریب نہ جاؤ، ہاں جب وہ پاک ہوجائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے، اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے"[1]

حیض ایک طبعی اور فطری خون ہے جو مقررہ ایام میں عورت کے رحم سے نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ماں کے پیٹ میں موجود بچے کی خوراک بنایا ہے کیونکہ اسے وہاں خوراک کی حاجت ہوتی ہے۔ اگر ماں کے پیٹ میں جانے والی خوراک میں رحم کا بچہ شریک ہوجاتا تو عورت کمزور ہوجاتی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خون حیض کو بچے کی غذا بنا دیا۔ اسی بنا پر حاملہ عورت کو حیض نہیں آتا۔ جب بچہ پیدا ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس نومولود کی خوراک دودھ کی شکل میں ماں کے پستانوں میں منتقل کردیتا ہے جو وہاں سے حاصل کرتا ہے، اس وجہ سے دودھ پلانے والی عورت کے حیض میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔ جب عورت حمل اور رضاعت کے مراحل سے فارغ ہوجاتی ہے تو اس خون کی ماں کے رحم میں ضرورت نہیں رہتی، چنانچہ ہر ماہ تقریباً چھ یا سات دن اسے حیض کا خون آتا ہے، کبھی عورت کے مزاج یا خاص حالات کی وجہ سے اس میں کمی وبیشی بھی ہوجاتی ہے۔

حائضہ عورت کے حیض کے ایام اور حیض کے اختتام سے متعلق کتاب وسنت میں مفصل احکام ہیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے :

(1)۔ حائضہ عورت کے لیے حیض کے ایام میں نماز اور روزہ منع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا :

"إذا أقبلت الحيضة فدعي الصلاة"

"جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دینا۔"[2]

اگر کسی عورت نے دوران حیض روزہ رکھ لیا یا نماز ادا کرلی تو اس کا روزہ یا نماز صحیح اور مقبول نہ ہوں گے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ یہ نہی عدم صحت کی متقاضی ہے بلکہ نماز روزہ رکھنے سے حائضہ عورت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمان شمار ہوگی۔

جب عورت حیض سے پاک وصاف ہوجائے تو روزے کی قضا دے لیکن نماز کی قضا نہ دے، سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا :

"كُنَّا نَحِيضُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَطْهُرُ فَيَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّوْمِ، وَلَا يَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب ہم حیض کے ایام سے فارغ ہوتیں تو ہمیں روزے کی قضا کا حکم ہوتا لیکن نماز کی قضا کا حکم نہ ملتا۔"[3]

(2)۔ حائضہ کے احکام میں یہ بھی ہے کہ وہ بیت اللہ کا طواف نہ کرے، قرآن مجید کی (پکڑ کر) تلاوت نہ کرے، مسجد میں نہ بیٹھے اور اس کا خاوند اس سے صحبت نہ کرے کیونکہ وہ حرام ہے حتیٰ کہ اسے حیض آنا بند ہوجائے اور غسل کرلے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ٢٢٢ ... سورة البقرة

"آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجیئے کہ وہ گندگی ہے، حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہوجائیں ان کے قریب نہ جاؤ، ہاں جب وہ پاک ہوجائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے، اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے"[4]

آیت میں (فَاعْتَزِلُوا) سے جماع نہ کرنا مراد ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

"اصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ"

"جماع کے علاوہ حائضہ سے ہر کام کر سکتے ہو۔" [5]

(3)۔ خاوند کو حائضہ بیوی کے ساتھ (فرج میں جماع کے علاوہ) معانقہ اور بوس وکنار وغیرہ کی اجازت ہے۔

(4)۔ خاوند کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ ... ١ ... سورة الطلاق

"اے نبی! (اپنی امت سے کہو کہ) جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت میں انھیں طلاق دو۔" [6]

آیت میں کلمہ (لِعِدَّتِهِنَّ) سے مراد یہ ہے کہ وہ حیض سے پاک ہوں اور ان سے اس طہر میں صحبت بھی نہ کی گئی ہو۔ علاوہ ازیں ایک روایت میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حکم دیا کہ وہ بیوی سے رجوع کریں اور اگر طلاق کا ارادہ ہو تو حالت طہر میں طلاق دیں۔ [7]

(5)۔ جب حیض کا خون بند ہو جائے تو عورت پاک ہو جاتی ہے۔ اب اس پر غسل کرنا فرض ہے۔ غسل کے بعد ہر وہ کام جو حیض کے سبب ممنوع تھا، انھیں کرنے کی اجازت ہے۔

(6)۔ اگر طہارت حاصل کر لینے کے بعد مٹیالا پانی یا پیلا پانی دیکھے تو اس پر فکرمند نہ ہو کیونکہ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول ہے :

"كنا لا نعد الصفرة والكدرة بعد الطهر شيئا"

"ہم (عہد نبوی میں) پاک ہو جانے کے بعد مٹیالا یا پیلا پانی کچھ شمار نہ کرتی تھیں۔" [8]

تنبیہ :-

اگر حائضہ یا نفاس والی عورت غروب آفتاب سے پہلے پاک ہو جائے تو اسے اس دن کی ظہر اور عصر کی نمازیں ادا کرنا ہوں گی۔ اگر صبح صادق سے پہلے پہلے پاک ہو جائے تو اس رات کی مغرب اور عشاء کی نماز ادا کرنا اس پر لازم ہے کیونکہ دوسری نماز کا وقت حالت عذر میں پہلی نماز کا وقت بھی ہوتا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں : "جمہور علماء میں سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ اگر حائضہ عورت دن کے آخری حصہ میں پاک ہو جائے تو وہ ظہر اور عصر، دونوں نمازیں ادا کرے گی، اگر رات کے آخری حصے میں پاک ہو تو مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کرے گی۔ سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی منقول ہے کیونکہ حالت عذر میں یہ وقت دونوں نمازوں کے درمیان مشترک ہے۔ جب وہ دن کے آخری حصے میں پاک ہو تو ظہر کا وقت باقی ہے۔ لہذا عصر سے پہلے ظہر ادا کرے۔ اسی طرح اگر رات کے آخری حصے میں پاک ہو تو حالت عذر میں مغرب کا وقت باقی ہے تو اسے عشاء سے پہلے ادا کرے۔" [9]

(7)۔ اگر کسی نماز کا وقت شروع ہو گیا لیکن اس نے نماز ادا نہ کی کہ وہ حیض یا نفاس والی ہو گئی تو راجح قول یہی ہے کہ اس پر اس نماز کی قضا نہیں، چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلے سے متعلق لکھتے ہیں :

"امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک دلائل کے لحاظ سے قوی ہے کہ ایسی صورت میں عورت پر کچھ لازم نہیں کیونکہ قضا کا وجوب کسی امر جدید سے ہوتا ہے جو یہاں نہیں ہے۔ باقی رہا اس کا نماز میں تاخیر کرنا تو اس میں جواز تھا، لہذا وہ کوتاہی کی مرتکب نہیں ہوئی۔ سویا ہوا بھول جانے والا بھی کوتاہی کے مرتکب نہیں ہیں، اگرچہ نماز کا وقت گزر جائے کیونکہ سوجانے والا جب سو کر اٹھے یا بھولنے والے کو جب یاد آ جائے تو ان کا وہی وقت نماز ہے۔" [10]

---

[1]۔ البقرة : ۔222۔

[2]۔ صحیح البخاری الحیض باب اذا رات المستحاضہ الطهر حدیث 331 وصحیح مسلم الحیض باب المستحاضة وغسلها وصلاتها حدیث 333۔

[3]۔ صحیح البخاری الحیض باب لا تقضی الحائض الصلاة حدیث 321 وصحیح مسلم الحیض باب وجوب قضاء الصوم علی الحائض دون الصلاة حدیث 335 وسنن ابی داود الطهارة باب فی الحائض لا تقضی الصلاة حدیث 262۔ 263۔ وسنن النسائی الصیام باب وضع الصیام عن الحائض حدیث 2320 واللفظ له۔

[4]۔ البقرة : ۔222۔

[5]۔ صحیح المسلم الحیض باب جواز غسل الحائض راس زوجها۔۔۔ حدیث 302 وسنن ابی داود الطهارة باب مواكلة الحائض ومجامعتها حدیث 258۔

[6]۔ الطلاق 1/65۔

[7]۔ صحیح البخاری التفسیر سورۃ الطلاق باب 1 حدیث 4908۔ و صحیح مسلم الطلاق باب تحریم طلاق الحائض بغیر رضاھا۔۔۔، حدیث 1471۔

[8]۔ صحیح البخاری الحیض باب الصفرۃ والکدرۃ فی غیر ایام الحیض حدیث 326 وسنن ابی داود الطھارۃ باب فی المراۃ تری الصفرۃ والکدرۃ بعد الطھر حدیث 307 واللفظ لہ۔

[9]۔ مجموع الفتاویٰ لشیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ 21/434 بعض علماء کا یہ موقف بھی محل نظر ہے کیونکہ نماز کا وقت متعین ہے جیسا کہ جبریل امین نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تھا۔ عذر کی بنا پر ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں ادا کرنے سے اشتراک وقت ثابت نہیں ہوجاتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں عورتوں کے ساتھ بارہا ایسا معاملہ پیش آیا لیکن آپ نے کسی کو عصر کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں۔ محلی ابن حزم 2/198 وفتاوی الدین الخالص 3/61 (عثمان منیب)۔

[10]۔ مجموع الفتاویٰ لشیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ 23/335۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

[قرآن وحدیث کی روشنی میں فقہی احکام ومسائل]

جلد 01: صفحہ 71